# تسلسل امارت

## تنظیم اسلامی میں

## سابقہ وموجودہ امراء کا تعارف

## اور

## رودادِ منتقلی امارت

شائع کردہ

مرکزی شعبۂ تعلیم وتربیت

تنظیمِ اسلامی

دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ چوہنگ، لاہور 53800

فون: (042)35473375-78

ای میل:markaz@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org

# فہرست موضوعات

صفحہ نمبر


1 بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ حالات، زندگی اور خدمات دینی
(دورانیۂ امارت 1975ء تا 2002ء) ............................ 3

2 پہلا دور: ولادت تا شعوری زندگی 1932ء تا 1947ء ............ 3

3 دوسرا دور: فکر مودودیؒ کے ساتھ وابستگی 1947ء تا 1957ء ........ 6

4 تیسرا دور: جماعت اسلامی سے تنظیم اسلامی تک سفر:
چند درمیانی مراحل 1957ء تا 1967ء ............ 9

5 چوتھا دور: احیاء اسلام کے لیے منظم اجتماعی جدوجہد کی تیاری
1967ء تا 1975ء ................................ 12

6 پانچواں دور: احیاء اسلام کے لیے منظم اور پیہم اجتماعی جدوجہد
1975ء تا 2002ء ................................ 17

7 چھٹا دور: علمی، فکری اور تبلیغی کاوشیں اور سفرِ آخرت
2002ء تا 2010ء ................................ 23

8 سابق امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کا تعارف
(دورانیۂ امارت ۔ 2002ء تا 2020ء).................... 25

9 جانشین امیر سے امیر تنظیم اسلامی تک ........................ 26

10 حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کی امارت کے دوران اہم واقعات و پیش رفت 28

11 روداد منتقلی امارت ثانی ................................ 31

12 تنظیم اسلامی کے موجودہ امیر
شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ (2020ء — تا حال) ..................... 39

# بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

## حالاتِ زندگی اور خدماتِ دینی (دورانیۂ امارت 1975ء تا 2002ء)

سورۃ النحل آیت ۹۷ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

”جس نے اچھا عمل کیا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ عمل ایمان واخلاص کے ساتھ ہو تو ہم اُسے ضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور اس کی نیکیوں کا عمدہ اجر عطا فرمائیں گے۔“

ڈاکٹر اسرار احمدؒ بلاشبہ اس آیت میں دی جانے والی بشارت کے مصداق تھے اور وہ ایک پاکیزہ زندگی گزار کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ امید ہے کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں ایک مطمئن نفس کے ساتھ حاضر ہوں گے۔ ایسا نفس جو مطمئن ہوگا کہ میں نے دنیا کی عارضی زندگی کے اوقات اُس کام میں لگائے جن میں یہ اوقات لگنے چاہیے تھے۔ گویا ڈاکٹر صاحبؒ اُن نفوس میں شامل ہوں گے جو ﴿لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ﴾ یعنی اپنی محنتوں پر شاداں وفرحاں ہوں گے۔ آیئے ڈاکٹر صاحبؒ کے حالاتِ زندگی اور اُن کی خدماتِ دینی کا ایک اجمالی جائزہ لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی حیاتِ مستعار کو چھ ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

## پہلا دور:

# ولادت تا شعوری زندگی

۱۹۳۲ء تا ۱۹۴۷ء

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے آباء واجداد کا تعلق یو پی کے ضلع مظفر نگر سے تھا اور وہ وہیں آباد تھے۔ ۱۸۵۷ء میں تحریکِ آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے آپ کے دادا کو انگریز سرکار کی طرف سے عتاب کا اندیشہ تھا لہٰذا وہ اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے مشرقی پنجاب آ گئے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی ولادت ۲۶/اپریل ۱۹۳۲ء کو مشرقی پنجاب کے ایک قصبہ حصار میں ہوئی۔

ڈاکٹر صاحبؒ بچپن ہی سے انتہائی حساس مزاج کے حامل تھے اور اللہ نے کم عمری ہی میں شعور کی دولت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں جب اُنہیں علامہ اقبال کے وصال کی خبر ملی تو انہوں نے اسے ایک ذاتی صدمے اور قومی نقصان کے طور پر محسوس کیا جب کہ ان کی عمر صرف چھ برس تھی۔ علامہ اقبالؒ سے دلی لگاؤ کا عالم یہ تھا کہ محض ۱۰ برس کی عمر میں اُن کی اردو شاعری کے پہلے مجموعہ ''بانگِ درا'' کا مطالعہ مکمل کر لیا۔ اقبال کے اُن اشعار نے آپ کو بہت زیادہ متأثر کیا جن میں اُمت کے پھر سے عروج کے لیے اُمید افزا پیغام ہے، مثلاً

کتابِ ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا
نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا
سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

البتہ جواب شکوہ کے ایک شعر نے ڈاکٹر صاحبؒ کو ہلا کر رکھ دیا:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اس شعر سے یہ حقیقت آپ پر واضح ہوگئی کہ اُمت کے زوال کا اصل سبب قرآن سے دوری ہے اور گویا اوائل عمری ہی سے خدمتِ قرآن کا جذبہ آپ کی سوچ میں سرایت کرگیا۔ اس کے بعد اسلام کو پھر سے غالب کرنے کا ولولہ آپ کے اندر بڑی ہی شدت سے موجزن ہوگیا جب آپ نے ۱۳ برس کی عمر میں حفیظ جالندھری کا "شاہنامہ اسلام" پڑھا جس کا عنوان یہ شعر ہے کہ:

کیا فردوسیٔ مرحوم نے ایران کو زندہ
خدا توفیق دے تو میں کروں ایمان کو زندہ

۱۹۴۶-۴۷ء میں جب ڈاکٹر صاحبؒ شعور کی عمر میں داخل ہو رہے تھے تو اُس وقت برصغیر میں مسلمانوں کے بہی خواہ نظریاتی اعتبار سے تین دائروں میں تقسیم تھے۔ ایک سوچ جمعیت علمائے ہند کی تھی کہ ہماری اوّلین ترجیح ہندوستان کو انگریزی استعمار سے آزاد کرانا ہے۔ اس کے لیے ہمیں ہندوؤں سے اتحاد کرلینا چاہیے۔ اگلے مرحلہ میں ہم شریعتِ اسلامی کے نفاذ کے لیے جدوجہد کریں گے۔ ہندو اگر اس جدوجہد کے مخالف ہوئے تو ہم اُن کا مقابلہ کرلیں گے کیونکہ ہم نے اُن پر کئی سو سال حکومت کی ہے۔ مسلم لیگ کا مؤقف یہ تھا کہ انگریزی اقتدار کے خاتمے کے بعد ہم ہندو قوم کے ظلم وستم کا شکار ہوجائیں گے کیونکہ ہمیں بار بار اُن کی مسلم دشمنی اور تعصب کا تجربہ ہوچکا ہے۔ ہمیں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے علیحدہ ریاست کے قیام کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ اس ریاست میں ہم اسلام کی عادلانہ تعلیمات کے نفاذ سے لوگوں کو اسلام کے اصول حرّیت واخوت ومساوات کا عملی نمونہ دکھادیں گے۔ جماعتِ اسلامی کا نظریہ یہ تھا کہ ہمارا مقصد مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ نہیں بلکہ اسلام کی سربلندی ہونا چاہیے۔ نسلی مسلمانوں اور نسلی غیر مسلموں کے سامنے دین اسلام کی دعوت اور اس کے عملی تقاضے رکھے جائیں۔ جو لوگ شعوری طور پر اس دعوت کو قبول کرلیں اُن ہی کی اسلام کی سربلندی کے لیے

جدوجہد نتیجہ خیز ہوگی۔ اسلام غالب ہوگیا تو نہ صرف دنیا میں حقوق و برکات ملیں گی بلکہ آخرت کی تیاری کے لیے بھی سازگار فضا میسر آئے گی۔

ڈاکٹر صاحبؒ جمعیت علمائے ہند میں شامل علماء کرام کے تقویٰ اور خلوص کا اعتراف کرنے کے باوجود اُن کی سوچ سے اتفاق نہیں کر سکے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ انگریزوں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی سے اب ہندو زندگی کے ہر شعبے میں بہت ترقی کر چکے تھے اور اُن کے اندر مسلمانوں سے اپنی ہزار سالہ شکست کا انتقام لینے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ علماء کو اس کا اندازہ نہیں تھا لیکن مسلمان عوام مسلسل مختلف معاملات پر ہندو تعصب کا سامنا کر رہے تھے۔ اسی لیے مسلم عوام نے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے مؤقف کی تائید کی اور اس کے حق میں بھاری اکثریت سے رائے دی۔

ڈاکٹر صاحبؒ کی رائے میں خالص اصولی اعتبار سے جماعت اسلامی کا نظریہ درست معلوم ہوتا تھا، لیکن انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی میں پسے ہوئے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ خطۂ زمین کا حصول وقت کی اہم ضرورت تھی جس کے لیے مسلم لیگ سرگرمِ عمل تھی۔ ان کے نزدیک یہ گویا ایک ہی مقصد کے لیے دو مراحل تھے۔ پہلے مسلمانوں کے لیے علیحدہ ملک کے حصول کی کوشش کی جائے اور پھر وہاں اسلام کے غلبہ کے لیے ٹھوس اسلامی انقلابی جدوجہد کی جائے۔ اسی وجہ سے ڈاکٹر صاحبؒ نے تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور ایک فعال کردار ادا کیا۔ وہ ضلع حصار میں مسلم اسٹوڈنٹ فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری رہے۔ اسی حیثیت میں وہ اُس وفد میں شامل تھے جو حصار سے لاہور قائدِ اعظم سے ملاقات کے لیے آیا تھا۔

۱۹۴۷ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے امتیازی نمبروں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ جماعت اسلامی کے دعوتی لٹریچر اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کی کتب و رسائل کا مطالعہ کیا۔ پھر جماعت اسلامی کے رسالہ ماہنامہ "ترجمان القرآن" میں شائع ہونے والے "تفہیم القرآن" کے حواشی کا مطالعہ کیا۔ نومبر ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے۔ ہجرت کے دوران ۲۰ دن میں ۱۷۰ میل کا سفر پیدل طے کیا۔

**دوسرا دور:**

## فکرِ مودودیؒ کے ساتھ وابستگی

۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۷ء

پاکستان آمد کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے گورنمنٹ کالج لاہور میں ایف ایس سی میں داخلہ لیا۔ اُس وقت آپ جماعت اسلامی کے حلقہ ہمدردان میں شامل ہو گئے۔ اب آپ نے جماعت اسلامی کے لٹریچر کا تفصیلی مطالعہ کیا، جس کے نتیجے میں دین کا انقلابی فکر آپ کے قلب و ذہن میں رچ بس گیا اور غلبہ اقامتِ دین کی جدوجہد ترجیح اوّل بن گئی۔ اسی دوران جماعت اسلامی کی نفاذِ دستور اسلامی مہم میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ اس مہم کا نتیجہ یہ نکلا کہ مارچ ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد دستورِ پاکستان میں شامل کر دی گئی۔ اس کے ذریعہ اصولی اعتبار سے طے کیا گیا کہ پاکستان میں کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے منافی نہ ہوگی۔

۱۹۵۰ء میں ڈاکٹر صاحبؒ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہو گئے اور باقاعدہ اسلامی جمعیت طلبہ میں شمولیت اختیار کر لی۔ جمعیت کے پلیٹ فارم نے آپ کی تحریری، تقریری اور تدریسی صلاحیتوں کو خوب نکھرنے کا موقع فراہم کیا۔ جمعیت میں رہتے ہوئے آپ نے دعوتی مضامین تحریر کیے۔ جمعیت کے ترجمان کے طور پر ایک رسالہ 'عزم' کے نام سے جاری کیا۔ لاہور کے علاوہ پاکستان کے دیگر شہروں میں جا کر دروس قرآن دیتے رہے اور کچھ ہی عرصہ میں آپ ایک نمایاں مدرس قرآن کے طور پر مشہور ہو گئے۔ جمعیت میں فعال سرگرمیوں کی وجہ سے پہلے ناظم لاہور، پھر ناظم پنجاب اور آخرکار ناظم اعلیٰ پاکستان کے منصب تک پہنچے۔

جمعیت میں مختلف مناصب کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحبؒ نے کئی تربیت گاہوں کا انعقاد کیا۔ ان تربیت گاہوں میں مولانا امین احسن اصلاحی صاحبؒ کے دروسِ قرآن سے خوب استفادہ کرتے رہے اور بذاتِ خود جماعت اسلامی کے تحریکی

اور فکری لٹریچر کی تدریس کی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔

۱۹۵۴ء میں جب ڈاکٹر صاحبؒ نے MBBS کر لیا اور طالب علمی کا دور ختم ہوا تو اُنھوں نے جماعت اسلامی کی رکنیت کی درخواست دی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُن کی زندگی کا ایک دن بھی جماعت کے بغیر بسر ہو۔ نومبر ۱۹۵۴ء میں اُن کی درخواست منظور ہوئی اور وہ باقاعدہ جماعتِ اسلامی کے رکن بن گئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ڈاکٹر صاحبؒ ساہیوال منتقل ہو گئے اور وہاں جماعت اسلامی کی ایک ڈسپنسری میں ملازمت اختیار کی۔ اُنھیں کچھ ہی عرصہ میں جماعت اسلامی ساہیوال کا امیر بنا دیا گیا۔

۱۹۵۵ء میں جماعت اسلامی میں ایک بحرانی کیفیت پیدا ہونی شروع ہوئی۔ کئی اراکین جماعت نے محسوس کیا کہ جماعت کی سرگرمیوں کا رُخ رفتہ رفتہ بدل گیا ہے۔ اب فرد کی اصلاح کی بجائے زیادہ زور نظامِ حکومت کی اصلاح کی طرف ہے جس سے اراکینِ جماعت کی ذاتی تربیت کا معیار گرتا جا رہا ہے۔ اِس حوالے سے جب بے چینی زیادہ محسوس ہونے لگی تو امیر جماعت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے مولانا عبدالغفار حسنؒ، مولانا عبدالرحیم اشرفؒ اور شیخ سلطان احمدؒ پر مشتمل ایک جائزہ کمیٹی بنائی۔ کمیٹی کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ پورے ملک میں اراکینِ جماعت سے رابطہ کرے اور جو لوگ بے چینی محسوس کر رہے ہیں اُن کے احساسات کی ایک رپورٹ مرتب کرے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ایک بیان اس کمیٹی کے حوالے کیا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے تجزیہ کیا کہ جماعتِ اسلامی کا رُخ انتخابی سیاست میں شامل ہونے کی وجہ سے بدل گیا ہے۔ پہلے ہماری ترجیح افراد کی ذہن سازی، تطہیر افکار، تزکیۂ نفس اور تعمیر سیرت تھی۔ اب ہمارا رُخ حکومت پر تنقید اور نظامِ حکومت کی اصلاح کی جانب ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے اس تجزیہ کے لیے بطور دلیل جماعت کے اکابرین کی تحریروں کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا۔ یہ تقابل ۱۹۴۷ء سے قبل لکھی جانے والی تحریروں اور پھر ۱۹۴۷ء کے بعد کی شائع ہونے والی تحریروں کا تھا۔

ڈاکٹر صاحبؒ کے اختلافی بیان نے جماعت اسلامی کی شوریٰ کے کئی اراکین کو

بہت متأثر کیا۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ کا تأثر یہ تھا کہ اس نوجوان نے ہمیں ہماری تحریروں کی صورت میں ایک آئینہ دکھا دیا ہے۔ شوریٰ میں شامل اکابر کی اکثریت کی رائے تھی کہ جماعت کو انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔ مولانا مودودیؒ کو اس رائے سے اتفاق نہ تھا۔ اُنہوں نے جماعت کی امارت سے مستعفی ہونا چاہا۔ اصلاحی صاحب کا مؤقف تھا کہ جماعت کے فطری امیر مولانا مودودیؒ ہیں اور جماعت صرف اُن ہی کی امارت میں کام کرسکتی ہے۔ البتہ مولانا مودودیؒ کو شوریٰ کی اکثریت کی رائے پر عمل کرنا چاہیے۔ مولانا مودودیؒ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے کہ امیر جماعت، شوریٰ کی اکثریت کی رائے کا پابند ہو۔ اُنہوں نے دلچسپ بات کہی کہ آپ چاہتے ہیں کہ امامت تو میں کروں لیکن رکوع اس وقت کروں جب شوریٰ اللہ اکبر کہے اور رکوع سے اُس وقت اُٹھوں جب شوریٰ سمع اللہ لمن حمدہ کہے۔ امیر کو اراکین کو گننا نہیں تولنا ہے۔ جائزہ کمیٹی نے اپنی رپورٹ جماعت اسلامی کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ نومبر-دسمبر ۱۹۵۶ء میں پیش کی۔ اس اجلاس میں مجلس شوریٰ کے تمام فعال اور بااثر ارکان واضح طور پر دو گروہوں میں منقسم ہوگئے۔ ایک گروہ کی رائے یہ تھی کہ جماعتِ اسلامی غلط رُخ پر بڑھ آئی ہے۔ ۴۷ء میں طریق کار میں جو تبدیلی کی گئی وہ اصولاً اور مصلحتاً دونوں ہی اعتبار سے غلط تھی اور اب خیریت اسی میں ہے کہ فوراً اس سے رجوع کیا جائے اور "اوپر سے نیچے" انقلاب لانے کے خواب دیکھنا چھوڑ کر پھر وہی "نیچے سے اوپر" کی طرف تبدیلی لانے کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ جبکہ دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ یہ فیصلہ جماعت اسلامی کے حق میں مہلک ثابت ہوگا۔ جماعت کو اسی موجودہ طریقِ کار پر کاربند رہنا چاہیے۔ مولانا مودودیؒ نے جائزہ کمیٹی کی سفارشات سے اتفاق نہیں کیا اور اسی طریقِ کار کو جاری رکھنے پر اصرار کیا۔ ماچھی گوٹھ کے اجتماع منعقدہ فروری ۱۹۵۷ء میں ارکانِ جماعت اسلامی کی اکثریت نے مولاناؒ کی رائے پر صاد کہا۔ چنانچہ اس اجتماع کے بعد جماعت اسلامی اندرونی طور پر شدید اختلاف وانتشار کا شکار ہوگئی جس کے نتیجے میں جماعت کے اکابرین کی قابلِ ذکر تعداد نے جماعت اسلامی سے

علیحدگی اختیار کرلی۔ان اکابر کے ساتھ کچھ "اصاغر" بھی اسی زمانے میں جماعت سے علیحدہ ہوئے جن میں ایک ڈاکٹر صاحبؒ بھی تھے۔

## تیسرا دور:

## جماعت اسلامی سے تنظیمِ اسلامی تک سفر: چند درمیانی مراحل

۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۷ء

جماعت اسلامی سے علیحدگی کے بعد ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جماعت کی ڈسپنسری کی ملازمت ترک کردی اور ساہیوال میں اپنا مطب قائم کرلیا۔ دینی سرگرمیوں کے اعتبار سے ڈاکٹر صاحبؒ نے دروس قرآن کے کئی حلقے قائم کیے۔ کالج کی سطح کے طلبہ کے لیے ایک ہاسٹل بنایا تاکہ وہاں مقیم طلبہ کی دین کے وسیع تصور کے اعتبار سے ذہن سازی کی جاسکے۔ جماعت اسلامی سے علیحدہ ہونے والے اکابرین سے بار بار رابطے کیے تاکہ ایک نئی اجتماعیت قائم کی جاسکے جو جماعت اسلامی کے ابتدائی طریقۂ کار کو پھر سے اختیار کرکے افراد کی ذہن سازی اور عملی تربیت کا اہتمام کرسکے تاکہ غلبہ اقامتِ دین کی راہ ہموار ہوسکے۔ ساہیوال میں قیام کے دوران تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی دو سال تک رابطہ رہا۔ ڈاکٹر صاحبؒ شبِ جمعہ کے بیان میں شرکت کرتے اور فجر کے بعد تبلیغی جماعت کے اجتماع میں درسِ قرآن دیتے رہے۔ البتہ جب محسوس ہوا کہ تبلیغی جماعت کی اصل توجہ صرف افراد کی اصلاح پر ہے وہ اقامتِ دین کے لیے کوئی واضح لائحہ عمل پیش کرنے کے لیے تیار نہیں تو ڈاکٹر صاحبؒ کا تبلیغی جماعت سے مزید ربط جاری نہ رہ سکا۔ ساہیوال میں ڈاکٹر صاحبؒ کی مذکورہ بالا سرگرمیاں ۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۲ء جاری رہیں۔

۱۹۶۲ء میں ڈاکٹر صاحبؒ کے بڑے بھائی اظہار احمد صاحب کو اپنی تعمیراتی کمپنی قریشی کنسٹرکشن کہ جس میں ڈاکٹر صاحبؒ کے چھوٹے بھائی بھی حصہ دار تھے، میں ڈاکٹر صاحبؒ کی معاونت کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحبؒ کے سامنے تجویز رکھی کہ آپ کراچی آکر میری کمپنی میں کچھ عرصہ معاونت کریں۔ اس سے آپ مالی اعتبار سے اِس قابل ہوجائیں گے کہ بعد میں اپنے آپ کو کل وقتی دینی سرگرمیوں کے

لیے وقف کر سکیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ اُن کی تجویز پر ۱۹۶۲ء میں کراچی تشریف لے آئے۔ مذکورہ کمپنی میں آپ نے جنرل منیجر کی حیثیت سے کام کیا۔

کراچی میں قیام کے دوران ڈاکٹر صاحبؒ کی رہائش کچھ عرصہ کے لیے کورنگی میں دارالعلوم کراچی کے بالکل ساتھ اظہار لمیٹڈ کی فیکٹری میں رہی۔ اس دوران ڈاکٹر صاحبؒ کو مفتی شفیع صاحبؒ، مفتی رفیع عثمانی صاحب اور مفتی تقی عثمانی صاحب کی قربت بھی حاصل رہی۔ کراچی میں قیام کے دوران ڈاکٹر صاحب نے دروسِ قرآن دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ قبل ازیں، کراچی میں کچھ عرصہ ڈاکٹر مسعود عثمانی صاحب کے ساتھ بھی کام کیا تھا جو جماعت اسلامی سے علیحدہ ہوئے تھے۔ البتہ مسعود عثمانی صاحب کے مزاج میں بعض دینی تصورات بالخصوص توحید کے ضمن میں حد سے بڑھی ہوئی شدت کہ جس کے باعث بعض جلیل القدر اکابر اُمت بھی مشرک قرار پائے، ڈاکٹر صاحبؒ کا ان کے ساتھ اشتراکِ عمل زیادہ عرصہ جاری نہ رہ سکا۔ قیامِ کراچی کے دوران ۱۹۶۵ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا اور پہلی پوزیشن کے حق دار ٹھہرے۔

۱۹۶۵ء میں قریشی کنسٹرکشن کمپنی کو مالی دشواریوں کی وجہ سے بنک سے سودی قرض لینا پڑا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے اس پر احتجاج کیا اور کمپنی سے قطع تعلق کر کے والدین سمیت ساہیوال آ گئے۔ والد صاحب اسی سال وفات پا گئے۔ اب ڈاکٹر صاحبؒ نے شہر لاہور کو اپنی دینی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کا فیصلہ کیا۔

لاہور میں ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی اب تک کی جمع پونجی سے کرشن نگر میں ایک مکان خریدا۔ اس مکان میں اپنا مطب قائم کیا۔ مکان کی بالائی منزل پر رہائش اختیار کی اور دعوتی کتب کی اشاعت کے لیے دارالاشاعتِ اسلامیہ قائم کیا۔ دارالاشاعت سے ڈاکٹر صاحبؒ نے کئی دعوتی کتب شائع کیں اور مولانا امین احسن اصلاحی صاحبؒ کی تفسیر تدبر قرآن کی اشاعت کا بھی آغاز کیا۔ لاہور میں آپ نے دروسِ قرآن کے کئی حلقے قائم کیے اور جماعت اسلامی سے علیحدہ ہونے والے اکابرین سے رابطوں میں تیزی

پیدا کردی تا کہ احیاۓ اسلام کے لیے ایک نئی اجتماعیت قائم کی جا سکے۔

۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے ماہنامہ میثاق کا دوبارہ اجرا کیا جسے مولانا اصلاحی صاحبؒ نے ۱۹۵۹ء میں جاری کیا تھا لیکن اب وہ مالی دشواریوں کی وجہ سے شائع نہیں ہو رہا تھا۔ اسی سال ڈاکٹر صاحبؒ نے جماعت اسلامی کے حوالے سے اپنے اختلافی بیان کو "تحریکِ جماعت اسلامی: ایک تحقیقی مطالعہ" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ علمی حلقوں میں ایک طرف تو اس بیان کی خوب تحسین ہوئی، اہلِ علم نے حیرت کی کہ ڈاکٹر صاحبؒ نے محض ۲۴ برس کی عمر میں جماعتِ اسلامی کے طریقۂ کار میں تبدیلی کا کتنا مدلل تجزیہ کیا اور معین کر کے بتایا کہ جماعت کے طریقۂ کار اور ترجیحات میں تبدیلی کا سبب کیا تھا؟ دوسری طرف علمی حلقوں کی طرف سے اُن حضرات پر تنقید بھی کی گئی جنہوں نے پالیسی کے اختلاف کی بنیاد پر جماعت سے علیحدہ ہونے کے بعد کوئی اجتماعی جدوجہد شروع نہ کی۔ اس تنقید کا مثبت اثر ان حضرات پر یہ ہوا کہ اُنہوں نے ایک اجتماعیت کے قیام پر سنجیدہ غور و فکر شروع کر دیا۔

## چوتھا دور:

# احیائے اسلام کے لیے منظم اجتماعی جدوجہد کی تیاری

۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۵ء

ماہنامہ "میثاق" کے اجراء اور "تحریک جماعت اسلامی: ایک تحقیقی مطالعہ" کی اشاعت کے بعد 1967ء کے اوائل ہی سے محترم ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنے ان دیرینہ ساتھیوں سے جو 1957ء میں جماعت اسلامی سے علیحدہ ہوئے تھے، رابطوں کا سلسلہ تیز کر دیا۔ اس معاملے میں مولانا عبدالغفار حسنؒ اور شیخ سلطان احمدؒ نے بھی بھرپور تعاون کیا، جس کے نتیجے میں جون 1967ء میں رحیم آباد میں چند افراد جمع ہوئے اور ایک نئی جماعت کے قیام کے حوالے سے ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی اور اسے جولائی 1967ء کے "میثاق" میں "قراردادِ رحیم آباد" کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ اس کاوش کے نتیجے میں 1957-58ء میں جماعت اسلامی سے نکلنے والے کم وبیش چالیس حضرات کا ایک مشاورتی اجلاس مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم کی صدارت میں 6-7 ستمبر 1967ء میں رحیم یار خان میں ہوا اور مذکورہ بالا قرارداد کو اس کی توضیحات سمیت معمولی کمی بیشی کے بعد متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا (یہ قرارداد اور اس کی توضیحات اصلاً ڈاکٹر صاحبؒ ہی کی مرتب کردہ تھیں) اور اس طرح ایک نئی جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا نام مولانا اصلاحی صاحبؒ نے تنظیم اسلامی تجویز کیا۔

قراردادِ تاسیس کے بعض نکات کی مزید تشریح کے ضمن میں مولانا امین احسن اصلاحی صاحبؒ اور مولانا عبدالغفار حسن صاحبؒ نے بہت عمدہ تقاریر کیں۔ طے پایا کہ نئی اجتماعیت کے لیے کنوینر مولانا امین احسن اصلاحی صاحبؒ ہوں گے۔ وہ پورے پاکستان کا دورہ کریں گے اور خدمتِ دین کا جذبہ رکھنے والوں کو نئی اجتماعیت کے مقاصد اور طریقۂ کار سے آگاہ کریں گے۔ بعد ازاں اس اجتماعیت میں شمولیت کا ارادہ کرنے والوں کا ایک ملک گیر اجتماع ہوگا جس میں اجتماعیت کے قیام کا باقاعدہ اعلان کیا جائے

گا۔

حسبِ پروگرام مولانا امین احسن اصلاحیؒ مختلف شہروں کے دورہ پر نکلے۔ سکھر میں ایک اجتماعِ عام کے دوران ایک حادثہ پیش آ گیا اور بعض دوسرے حوادث اس کے کچھ عرصے بعد رونما ہو گئے جن کے نتیجے میں ایک جانب تو مولانا اصلاحیؒ کی طبیعت تو بُجھ کر رہ گئی اور دوسری جانب بعض اہم رفقاء کے مزاج میں بھی تکدر پیدا ہو گیا۔ لہٰذا "حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے" کے مصداق ایک اجتماعیت کے قیام کا معاملہ آگے نہ بڑھ سکا۔ بعدازاں جب ڈاکٹر صاحبؒ نے تنظیم اسلامی قائم کی تو مذکورہ قراردادِ تاسیس ہی کو تنظیم اسلامی کی اساس کے طور اختیار کیا۔

1967ء ہی میں ڈاکٹر صاحبؒ کے قلم سے وہ معرکۃ الآراء تحریر منصۂ شہود پر آئی جو بعد میں "اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام" کے عنوان سے پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوئی۔ اس تحریر میں اوّلاً انہوں نے واضح فرمایا کہ دورِ حاضر کا اصل المیہ یہ ہے کہ مادہ پرستانہ فکر نے پوری نوعِ انسانی کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ یورپ میں بے پناہ سائنسی ترقی ہوئی لیکن چونکہ پاپائیت کے اُس غلط تصورِ مذہب کے باعث جو خلافِ عقل وفطرت بھی تھا، عیسائی دنیا نفسِ مذہب سے پہلے ہی شدید متنفر ہو چکی تھی، لہٰذا پوری عیسائی دنیا میں یہ سوچ مستحکم ہوتی چلی گئی کہ مذہب اور اس کے ماورائی تصورات کے مقابلے میں اصل قابلِ لحاظ اور قابل توجہ چیزیں یہ مادی کائنات اور ہماری مادی ضروریات وتقاضے ہیں جو حقیقی اور واقعی ہیں— چنانچہ مادہ پرستانہ سوچ نے مغرب کے فکر وفلسفہ پر بھی فیصلہ کن تسلط حاصل کر لیا۔ نتیجتاً ماورائی حقائق کا وہ علم جو آسمانی وحی کی صورت میں نوعِ انسانی کو عطا کیا گیا اور جس پر ایمان لانے کا مطالبہ پہلے ہی قدم کے طور پر "الذین یومنون بالغیب" کی صورت میں سامنے آتا ہے، مسلمانوں کے ذہنوں میں بھی دھندلانے لگا ہے اور نظر کو خیرہ کرنے والی سائنسی ترقی اور مغربی اقوام کی مرعوبیت نے ایمان ویقین کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ مادہ پرستانہ سوچ وفکر کا یہ سیلاب اتنا شدید تھا کہ

مسلمان اقوام میں مغرب کے خلاف علمِ جہاد بلند کرنے والی دینی جماعتیں بھی اس کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

لہٰذا عالمی سطح پر احیاء اسلام کے لیے اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن کے ابدی پیغام کے ذریعے تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا کی جائے اور اس کے ساتھ ایک زبردست علمی تحریک ایسی اُٹھے جو اُن کے اپنے الفاظ میں:

"جو سوسائٹی کے اعلیٰ ترین طبقات اور معاشرے کے ذہین ترین عناصر کے فکر و نظر میں انقلاب برپا کر دے — اور انہیں مادیت و الحاد کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و یقین کی روشنی میں لے آئے اور خدا پرستی و خود شناسی کی دولت سے مالا مال کر دے۔ خالص علمی سطح پر اسلامی اعتقادات کے مدلل اثبات اور الحاد و مادہ پرستی کے پُرزور ابطال کے بغیر اس مہم کا سر ہونا محال ہے! ساتھ ہی یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ چونکہ موجودہ دور میں فاصلے بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں اور پوری نوعِ انسانی ایک کنبے کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ لہٰذا علمی سطح کا تعین کسی ایک ملک کے اعتبار سے نہیں بلکہ پوری دنیا کے اعلیٰ ترین معیار کے مطابق اختیار کرنا ہوگا۔"

۱۹۶۸ء میں ڈاکٹر صاحبؒ کے قلم سے "مسلمانوں پر قرآنِ مجید کے حقوق" کے موضوع پر ایک اور معرکۃ الآراء تحریر صادر ہوئی، جو ایک اعتبار سے اُس تحریک رجوع الی القرآن کا نقطۂ آغاز ثابت ہوئی جو بعد میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اور اس کے تحت قرآن اکیڈمی کے قیام کی صورت میں مؤثر طور پر آگے بڑھی۔ بعد ازاں، اسی نہج پر خدمت قرآنی کے ادارے کراچی، ملتان، فیصل آباد، جھنگ، پشاور، سرگودھا اور اسلام آباد میں بھی قائم ہوئے۔ اس تحریر کے ذریعہ ڈاکٹر صاحبؒ نے واضح کیا کہ قرآن حکیم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا کلام ہی نہیں، نوعِ انسانی کے لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ایک عظیم ترین تحفہ بھی ہے۔ یہ کتابِ ہدایت بھی ہے اور منبع ایمان و سرچشمہ یقین بھی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ قرآنِ مجید کے حقوق ادا کر کے اُس کے ساتھ اپنے تعلق کو زندہ اور مضبوط کیا جائے۔ اس کتاب کے کئی زبانوں میں تراجم ہوئے، لاکھوں کی تعداد میں یہ کتاب

دنیا کے طول وعرض میں تقسیم ہوئی۔

۱۹۶۵ء تا ۱۹۷۱ء کا دور ڈاکٹر صاحبؒ کے لیے دو اعتبارات سے بہت مشکلات کا دور تھا۔ جسمانی اعتبار سے تھکا دینے والی محنت اور مالی اعتبار سے شدت کے ساتھ وسائل کی کمی۔ ڈاکٹر صاحبؒ لاہور شہر میں درسِ قرآن کے کئی حلقے جاری رکھے ہوئے تھے۔ دروسِ قرآن کے لیے لاہور کے علاوہ ملتان، رحیم یار خان، صادق آباد، سکھر اور کراچی تک کے اسفار کا سلسلہ جاری تھا۔ ۱۹۶۷ء سے جامع مسجد خضراء سمن آباد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ ماہانہ میثاق کے لیے مضامین کی تیاری، اُن کی کتابت، طباعت کے لیے کاغذ کی فراہمی اور پھر طباعت کے کام کی نگرانی بذاتِ خود کرتے رہے۔ اپنے مطب کی ضروریات کی فراہمی کا بوجھ بھی آپ کے کاندھوں پر تھا۔ مزید یہ کہ رہائش گاہ مطب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے آرام کے وقت بھی مریضوں کی آمد اُن کے لیے مشقت کا باعث تھی۔ اس ہمہ جہت مشقت کا صحت پر منفی اثر ظاہر ہونے لگا اور مسلسل بخار کی سی کیفیت نے ایک دائمی مرض کی صورت اختیار کر لی۔ اور ڈاکٹر صاحبؒ یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ دینی اور تحریکی مساعی اور مطب دونوں کو ساتھ لے کر چلنا ممکن نہیں، اب کسی ایک جانب یکسو ہونے کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف مالی صورت حال بھی کچھ حوصلہ افزا نہیں تھی۔ مالی اعتبار سے ڈاکٹر صاحبؒ کی جمع پونجی کا بڑا حصہ "دارالاشاعت الاسلامیہ" میں منجمد ہو گیا تھا۔ ماہنامہ "میثاق" کی اشاعت کے لیے ہر ماہ کثیر مالی وسائل درکار رہتے تھے۔ لہٰذا مطب یکسر بند کر دینا بھی ظاہر میں ممکن نظر نہ آتا تھا۔

۱۹۷۰ء میں ایک ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ ڈاکٹر صاحبؒ کو حجازِ مقدس کا سفر کرنا پڑا۔ پاکستان میں عام انتخابات کا انعقاد ہو رہا تھا۔ جمعیت علماء اسلام کی طرف سے ڈاکٹر صاحبؒ کو صوبائی اسمبلی کے لیے ٹکٹ دینے کی پیشکش ہوئی بلکہ اس حوالے سے کافی اصرار بھی کیا گیا۔ دوسری طرف جماعت اسلامی کی طرف سے بھی حمایت کی یقین دہانی موصول ہوئی۔ انہوں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ کچھ عرصہ کے لیے ملک سے باہر

چلے جائیں۔ اُنہوں نے حجاز مقدس کے سفر کا ارادہ کیا اور پورے چار ماہ حجاز میں رہے۔ وہاں عمرہ اور حج دونوں کی سعادت حاصل کی۔

حج کے بعد حجاز مقدس ہی میں ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی زندگی کا وہ اہم ترین فیصلہ کیا جس کی ضرورت کا احساس گزشتہ کئی سالوں سے محسوس کر رہے تھے۔ اُنہیں جب یہ احساس ہوا کہ وہ قمری اعتبار سے ۴۰ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں تو طے کیا کہ اب بقیہ زندگی خالصتاً خدمتِ دین کے لیے وقف کر دی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی عمر مبارک میں نبوت کا ظہور ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کے بعد ایک لمحہ بھی کسبِ معاش کے لیے صَرف نہیں کیا تھا لہٰذا اس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طریقے کی اتباع ہو جائے گی۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے جب زندگی دین کے لیے وقف کرنے کا فیصلہ کیا تو اُس وقت اُنہیں معاشی اعتبار سے شدید قلت کا سامنا تھا لیکن اُنہوں نے خالصتاً اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے یہ پُرعزیمت فیصلہ کیا۔ وطن واپسی کے بعد اپنا مطب بند کر دیا اور مطب کے تمام اثاثہ جات فروخت کر دیے۔

پیشِ نظر علمی کام کے لیے ڈاکٹر صاحبؒ نے ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ دارالاشاعت الاسلامیہ کے تمام اثاثہ جات انجمن نے خرید لیے جس سے ڈاکٹر صاحبؒ کی مالی مشکلات میں کمی آئی۔ انجمن کی طرف سے ڈاکٹر صاحبؒ کو رہائش فراہم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنا کرشن نگر کا گھر کرائے پر دے دیا جس سے ڈاکٹر صاحبؒ کے گزر اوقات کی سبیل پیدا ہو گئی۔ البتہ ڈاکٹر صاحبؒ نے طے کیا کہ ان کی مطبوعات پر اُن کا کوئی حق نہیں ہوگا اور اُن سے ہونے والی تمام آمدنی انجمن کے لیے وقف ہوگی۔ بعد ازاں اس انجمن کے تحت ۱۹۷۷ء میں ماڈل ٹاؤن لاہور میں قرآن اکیڈمی قائم ہو گئی۔ بلاشبہ یہ اکیڈمی خدمتِ قرآن اور دعوت رجوع الی القرآن کا ایک بہت بڑا مرکز بن گئی جس میں بیش بہا تدریسی، تبلیغی، تصنیفی اور تحقیقی کام جاری وساری ہیں۔

1972ء میں مرکزی انجمن خدام القراان لاہور کے قیام کے ساتھ ہی محترم ڈاکٹر

صاحبؒ نے دستورِ انجمن میں اپنا یہ عزم ظاہر فرما دیا تھا کہ وہ انجمن کے قیام ہی کو اپنی منزل نہیں سمجھتے بلکہ ان کے پیش نظر اصل کام ایک ایسا تحریکی قافلہ تشکیل دینا ہے جو غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کے لیے اپنا تن من دھن نچھاور کر سکے۔ 1966ء تا 1974ء حلقہ ہائے دروسِ قرآن کے ذریعے شہر لاہور میں قرآن کے انقلابی پیغام کو پہنچانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ پڑھے لکھے طبقات پر مشتمل ایک حلقۂ احباب وجود میں آ گیا جو اپنی تمام دینی ذمہ داریوں اور بالخصوص اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے قلباً و ذہناً آمادہ ہو چکے تھے۔ 1974ء کی قرآنی تربیت گاہ کے اختتام پر ڈاکٹر صاحبؒ نے اعلان کر دیا کہ وہ مذکورہ بالا مقصد کی خاطر ایک اجتماعیت تشکیل دینے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں (ان کا یہ اہم خطاب "عزمِ تنظیم" کے عنوان سے علیحدہ سے موجود ہے)۔

## پانچواں دور:

## احیائے اسلام کے لیے منظم اور پیہم اجتماعی جدوجہد

۱۹۷۵ء تا ۲۰۰۲ء

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ۱۹۷۵ء میں تنظیمِ اسلامی تو قائم کردی لیکن ابتداء میں اِس جماعت کی امارت کی ذمہ داری قبول نہیں کی بلکہ کنوینر کے طور پر کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی خواہش تھی کہ جماعت اسلامی سے علیحدہ ہونے والے اُن بزرگ حضرات کے لیے جو ۱۹۶۷ء میں تنظیم اسلامی کے قیام پر متفق ہوئے تھے، تنظیم کے دروازے کھلے رکھے جائیں اور انہی میں سے کوئی بزرگ اس جماعت کی امارت کا منصب سنبھالیں۔ ڈھائی سال انتظار کے باوجود کوئی بزرگ اس کے لیے تیار نہ ہوئے۔ بالآخر اگست ۱۹۷۷ء تنظیم اسلامی کے تیسرے سالانہ اجتماع کے موقع پر ڈاکٹر صاحبؒ نے تنظیم اسلامی کی امارت کی ذمہ داری قبول کی اور طے کیا کہ اس جماعت کی اساس قرآن وسنت اور سلف صالحین کے آثار سے ماخوذ بیعت سمع و طاعت کے اصول پر ہوگی۔

۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے باغِ جناح لاہور میں واقع مسجد دارالسلام میں خطابِ جمعہ دینے کا آغاز کیا۔ اس سے قبل ڈاکٹر صاحبؒ یہ سعادت دس سال سے مسجد خضراء سمن آباد لاہور میں حاصل کر رہے تھے۔ مارچ ۱۹۷۷ء میں جب دینی و سیکولر جماعتوں کے اتحاد یعنی پاکستان قومی اتحاد نے انتخابات میں دھاندلی کے خلاف تحریک چلائی تو اُسے تحریکِ نظام مصطفی ﷺ کا نام دے دیا۔ ڈاکٹر صاحبؒ کو یقین تھا کہ یہ تحریک نظامِ مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے نہیں بلکہ فی الحقیقت یہ صرف بھٹو حکومت گرانے کے لیے ہے۔ عوام کو سڑکوں پر لانے کے لیے نظامِ مصطفی ﷺ کا نعرہ اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن مسجد خضراء کی انتظامیہ کی مخالفت کے باعث ڈاکٹر صاحبؒ نے خطابِ جمعہ کی ذمہ داری سے سبکدوشی اختیار کی۔ بعدازاں وقت نے ثابت کیا کہ ڈاکٹر صاحبؒ

کا مؤقف کس قدر برحق تھا۔

۱۹۷۷ء میں جنرل ضیاء الحق نے ملک میں مارشل لاء لگا کر اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ اُنہوں نے آتے ہی اسلام کے نفاذ کو اپنی حکومت کا مقصد قرار دیا اور دینی و مذہبی رہنماؤں سے قریبی ربط وضبط رکھا۔ وہ ماضی میں ڈاکٹر صاحبؒ کے دروسِ قرآنی میں شریک ہوتے رہے تھے لہٰذا انہوں نے ابتداء میں ڈاکٹر صاحبؒ کے لیے بھی پذیرائی کا خاص اہتمام کیا۔ کئی مقامات پر اعلیٰ فوجی افسران کے سامنے ڈاکٹر صاحبؒ کو سیرت کے موضوع پر خطاب کے مواقع فراہم کیے۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر اپریل ۱۹۸۱ء تا جون ۱۹۸۲ء الہدیٰ پروگرام ہر ہفتہ باقاعدگی سے نشر ہوتا رہا جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحبؒ اور ان کی فکر قرآنی کا وسیع پیمانے پر تعارف ہوا۔ جون ۱۹۸۲ء میں شرعی پردے کے حوالے سے ڈاکٹر صاحبؒ کے مؤقف پر مغرب زدہ خواتین کی طرف سے مظاہرے ہوئے اور الہدیٰ پروگرام بند کر دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے متبادل کے طور پر پاکستان کے کئی بڑے شہروں میں شامِ الہدیٰ کے عنوان سے دروسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا جن سے کثیر تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔

قبل ازیں ۱۹۸۱ء میں جنرل ضیاء الحق نے ڈاکٹر صاحبؒ کو شوریٰ میں شمولیت کی دعوت دی تھی۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے انکار کیا۔ البتہ تنظیم اسلامی کے بعض سینئر رفقاء نے ڈاکٹر صاحبؒ سے کہا کہ آپ مسجد کے منبر پر بیٹھ کر مشورے دیتے ہیں اب وہ باقاعدہ اس کے لیے فورم بنا رہے ہیں تو آپ کیوں انکار کر رہے ہیں؟ ڈاکٹر صاحبؒ نے ساتھیوں کی دلیل کو تسلیم کرلیا اور شوریٰ میں شامل ہوگئے۔ ڈھائی ماہ کے دوران ڈاکٹر صاحبؒ کو اندازہ ہوگیا کہ شوریٰ کا ادارہ صرف خانہ پُری کے لیے ہے تاکہ عالمی برادری کو تأثر دیا جائے کہ جنرل ضیاء الحق آمریت کے طور پر نہیں بلکہ مشاورت سے حکومت کا نظام چلا رہے ہیں۔ درحقیقت شوریٰ کا ادارہ صرف زبانی جمع خرچ کے لیے ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحبؒ نے ڈھائی ماہ بعد شوریٰ سے استعفیٰ دے دیا۔

۱۹۸۴ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے رمضان المبارک کے دوران نمازِ تراویح کے ساتھ

دورۂ ترجمہ قرآن کا آغاز کیا۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ قرآن کی ہدایت سے آشنا ہوں۔ مزید یہ کہ رات کا طویل حصہ قرآن کے ساتھ بسر ہو، تاکہ روزِ قیامت قرآنِ حکیم شرکاء کے حق میں یہ سفارش کر سکے کہ یہ لوگ میری وجہ سے جاگتے رہے۔ اس پروگرام کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے خصوصی شرفِ قبولیت بخشا اور ہر سال اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے یہ پروگرام کرنے کی سعادت لاہور کے علاوہ کراچی، ملتان، ابوظہبی اور امریکہ میں بھی حاصل کی۔ اب ڈاکٹر صاحبؒ کے کئی شاگرد ہیں جو ہر سال خدمتِ قرآنی کی اس صورت کو پاکستان کے متعدد شہروں میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

۱۹۸۴ء کے اواخر میں ڈاکٹر صاحبؒ نے مسجد دارالاسلام باغِ جناح لاہور میں "منہجِ انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" کے موضوع پر خطابات کا آغاز کیا۔ مجموعی طور پر ڈاکٹر صاحبؒ نے اس موضوع پر گیارہ خطابات ارشاد فرمائے جنہیں بعد میں کتابی صورت میں مرتب کر لیا گیا۔ بلا مبالغہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عملی و انقلابی پہلو کے اعتبار سے یہ خطابات کا ایک معرکۃ الآراء مجموعہ ہے۔

۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے اہلِ پاکستان کو خبردار کیا کہ اُنہیں آزادی حاصل کیے ہوئے ۴۰ برس مکمل ہو رہے ہیں۔ اگر اب بھی اسلام کی طرف پیش قدمی نہ کی تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے نام پر بننے والا یہ ملک مسلسل عدمِ استحکام کا شکار رہے گا بلکہ اس کی بقاء و سالمیت بھی شدید خطرات سے دوچار ہو جائے گی۔ اِس حوالے سے اُنہوں نے ایک کتاب "استحکامِ پاکستان" تحریر کی اور اس موضوع پر کئی شہروں میں خطابات کیے۔ قوم نے ڈاکٹر صاحبؒ کی دعوت پر لبیک نہ کہی اور اُس کے بعد سے وطن عزیز پاکستان مختلف قسم کے مسائل اور عذابوں سے دوچار ہے اور اس کی سالمیت معرضِ خطر میں ہے۔

۱۹۸۷ء میں سینیٹر مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف نے ملک میں نفاذِ شریعت کے لیے سینٹ میں ایک شریعت بل پیش کیا۔ تمام دینی جماعتیں اس بل کی منظوری کے لیے "متحدہ شریعت محاذ" کے نام سے متحد ہو گئیں۔ حکومت کو دھمکی دی گئی کہ اگر

۲۷ رمضان المبارک تک شریعت بل منظور نہ کیا گیا تو دینی جماعتوں کے اراکین اسمبلی سینٹ سے استعفیٰ دے دیں گے اور حکومت کے خلاف احتجاجی تحریک چلائیں گے۔ ڈاکٹر صاحبؒ اس محاذ کی سرگرمیوں میں انتہائی فعال طور پر سرگرم ہوئے۔ کراچی کے ایک جلسہ میں کئی اکابر علماء کی موجودگی میں انہوں نے تجویز دی کہ ہمیں منظم احتجاج کے لیے ایک امیر کی قیادت پر متفق ہونا ہوگا اور اس سے بیعت سمع و طاعت کرنی ہوگی۔ انہوں نے امیر کے لیے مولانا سمیع الحق کے والد مولانا عبدالحقؒ کا نام پیش کیا۔ افسوس کہ دیگر علماء نے شریعت کے نفاذ کی اہمیت پر تو خوب زور دیا لیکن عملی جدوجہد کے لیے ڈاکٹر صاحبؒ کی تجویز کا ذکر تک نہیں کیا۔ لیکن جب ۲۷ رمضان المبارک کی تاریخ آئی تو دینی جماعتوں کے اراکین نے اسمبلی اور سینٹ سے استعفیٰ دینے سے انکار کر دیا۔ بہرحال دینی جماعتوں کے اِس طرزِ عمل نے ڈاکٹر صاحبؒ کو شدید مایوس کیا اور ڈاکٹر صاحبؒ نے اس روش کو ایک بہت بڑا المیہ قرار دیا۔

مرکزی انجمن کے قیام کے فوراً بعد ۱۹۷۳ء سے انجمن کے تحت سالانہ قرآن کانفرنسوں کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں کانفرنس کے لفظ کو بدل کر سالانہ بنیادوں پر محاضراتِ قرآنی کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محاضرات اہم دینی موضوعات پر منعقد ہوئے جن میں مختلف مکاتب فکر کے جید علماء اور دانشوروں نے گراں قدر خطابات دیے اور مقالے پیش کیے۔ ان کانفرنسوں اور محاضرات کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مختلف مکاتبِ فکر کے علماء ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے، ایک دوسرے کے خیالات سے مستفید ہوئے اور باہم دوریوں میں کمی آئی۔

۱۹۹۱ء میں امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو ڈاکٹر صاحبؒ نے وطنِ عزیز کے طول و عرض میں امریکیوں کے اصل عزائم یعنی عظیم ترین اسرائیل کے قیام کو بے نقاب کیا۔ اسی سال ڈاکٹر صاحبؒ نے تحریکِ خلافت کے قیام کا اعلان کیا۔ آپ نے کئی شہروں میں "نظامِ خلافت کیا کیوں اور کیسے؟" کے موضوع پر خطابات ارشاد فرمائے۔

ستمبر ۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے رفقاءِ تنظیم اسلامی کو آگاہ کر دیا کہ وہ قمری

اعتبار سے مسنون عمر یعنی ۶۳ برس کے ہو چکے ہیں، لہٰذا اب دنیا میں مزید رہنے کی خواہش نہیں اور وہ رُخصت ہونے کی تیاری شروع کر رہے ہیں۔ انہوں نے بعض املاک جوان کے ذاتی نام پر تھیں اقامتِ دین اور دینِ حق ٹرسٹ کے نام منتقل کر دیں تاکہ اُن کے بعد اِن املاک پر اُن کا کوئی وارث ملکیت کا دعویٰ نہ کر سکے اور ان املاک کا استعمال دینی مقاصد کے لیے ہوتا رہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے یہ واضح کرنے کے لیے کہ اُنہوں نے دین کی خدمت کو مالی منفعت کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا ایک کتاب "حساب کم وبیش" کے نام سے تحریر کی۔ اس کتاب میں اُنہوں نے زندگی بھر ہونے والی آمدنی اور اخراجات کا حساب پیش کر دیا۔ اپنی خدمتِ قرآنی کا جائزہ پیش کرنے کے لیے ایک کتاب دعوتِ رجوع الی القرآن کا منظر وپس منظر تحریر کی۔ تنظیم اسلامی کے امیر کے طور پر اپنے جانشین کا فیصلہ کرنے کے حوالے سے وسیع تر مشاورت کا آغاز کیا۔ مسلسل چھ برس کی مشاورت کے بعد فروری ۱۹۹۸ء میں محترم حافظ عاکف سعید صاحب کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا اعلان کیا۔

ڈاکٹر صاحبؒ نے اگست ۱۹۹۴ء میں حزب التحریر کے تحت عالمی خلافت کانفرنس لندن میں "منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" کے موضوع پر انگریزی میں خطاب کیا۔ پھر ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء میں امریکہ جا کر انگریزی میں دورۂ ترجمہ قرآن ریکارڈ کرایا۔

۱۹۹۷ء میں مسلم لیگ کو عام انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل ہوئی اور اُسے قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل ہوگئی۔ اب ڈاکٹر صاحبؒ نے نواز شریف سے کئی ملاقاتیں کیں اور اُسے دستورِ پاکستان میں شامل کرنے کے لیے ایسی ترامیم مرتب کر کے دیں جن سے وطنِ عزیز میں اسلامی قوانین کا نفاذ ممکن ہو سکے۔ رفقا تنظیم اسلامی نے بھی اس حوالے سے بھرپور مہم چلائی اور لاکھوں کی تعداد میں مجوزہ ترامیم کا خاکہ حکومت کو بذریعہ ڈاک بھیجا۔ بدقسمتی سے مسلم لیگ کی حکومت نے دستورِ پاکستان کو اسلامی بنانے اور اُس میں سے منافقانہ شقیں خارج کرنے کا بہترین موقع گنوا دیا۔

۱۹۹۸ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے کراچی میں دورۂ ترجمہ قرآن کیا جس کی ویڈیو

ریکارڈنگ جدید Digital کیمروں کے ذریعہ کی گئی۔ یہ ریکارڈنگ QTV اور کئی دیگر ٹی وی چینلز پر نشر ہوئی اور ۱۲۶ ممالک میں لاکھوں مسلموں اور غیر مسلموں تک قرآنِ کریم کا پیغام پہنچا۔

۱۹۹۸ء میں ڈاکٹر صاحبؒ کے دونوں گھٹنوں کے کا آپریشن ہوا۔ اسی سال آپ نے دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی ایک اور کوشش کی اور متحدہ اسلامی انقلابی محاذ قائم کیا جس کا مطالبہ یہ تھا کہ دستورِ پاکستان میں شریعت کی بالادستی کو تسلیم کیا جائے۔ کسی بڑی جماعت نے اس محاذ میں شمولیت اختیار نہیں کی اور یہ کوشش بھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہوئی۔ اس محاذ کے تحت ڈاکٹر صاحبؒ نے کئی بڑے شہروں میں منہجِ انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عنوان سے پروگرام کیے اور جید علماء کو اس موضوع پر اظہارِ خیال کے لیے جمع کیا۔

۲۰۰۲ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی علالت اور عوارض کی بنا پر تنظیم کی امارت سے سبکدوش ہونے کا فیصلہ کیا اور امارت کی ذمہ داری محترم حافظ عاکف سعید صاحب کو منتقل کردی۔ مرکزی شوریٰ کے جس اجلاس میں ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا اُسی اجلاس میں سب سے پہلے ڈاکٹر صاحبؒ نے خود حافظ عاکف سعید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

<u>چھٹا دور:</u>

## علمی، فکری اور تبلیغی کاوشیں اور سفر آخرت

### ۲۰۰۲ء تا ۲۰۱۰ء

تنظیم اسلامی کی امارت سے سبکدوش ہونے کے بعد ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی ساری توجہ کو علمی، فکری اور تبلیغی امور کی طرف مرکوز کر دیا۔ روزنامہ نوائے وقت اور جنگ میں کالم تحریر کرتے رہے، اہم ملکی اداروں میں لیکچرز دیتے رہے اور ملک کے طول وعرض میں دروسِ قرآن اور مختلف موضوعات پر خطابات ارشاد فرماتے رہے۔ جب بھی کہیں سے بیان کی دعوت آئی، ڈاکٹر صاحبؒ نے نہ فاصلوں کی صعوبتوں کو دیکھا، نہ راستوں کی دشوارگزاری کو رکاوٹ سمجھا، نہ اپنی بیماری اور معذوری کی پرواہ کی اور نہ ہی اپنی پیرانہ سالی کی کمزوریوں کو عذر بنایا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے ہر ایسی دعوت پر لبیک کہا اور جا کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا پیغام پورے جذبہ کے ساتھ پہنچانے کی بھرپور کوشش کی۔

۲۰۰۴ء میں ڈاکٹر صاحبؒ نے مایہ ناز اسکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک کی دعوت پر بھارت کا دورہ کیا۔ وہاں بڑے بڑے عوامی اجتماعات سے کئی کئی گھنٹے خطاب کیا اور اسٹوڈیو میں کئی لیکچرز ریکارڈ کرائے۔ Peace ٹی وی چینل پر یہ خطابات اور لیکچرز نشر ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھارت کے کئی اور شہروں میں بھی خطابات و دروس کی سعادت حاصل رہی۔ ۲۰۰۹ء میں جنوبی افریقہ کا دورہ کیا اور وہاں بھی کئی مقامات پر خطابات ارشاد فرمائے۔

مؤرخہ ۴ تا ۹ ر اپریل ۲۰۱۰ء تنظیم اسلامی کے ذمہ داران کا ایک تربیتی کورس قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے اس کورس کے مجوزہ نصاب کو بہت پسند فرمایا اور خود بھی اس کورس میں ہمہ وقت شرکت کرنے اور چند اہم مضامین پڑھانے کا ارادہ کیا۔ اُنہوں نے ۴ اور ۵ ر اپریل کو دو دو گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل پروگرام کیے۔ ۵ ر اپریل کی شام کو ایک پروگرام کے لیے بھی پوری تیاری سے تشریف

لائے لیکن بجلی کے نظام میں خرابی کی وجہ سے یہ پروگرام نہ ہوسکا۔ البتہ ڈاکٹر صاحبؒ اس انتظار میں کہ شاید بجلی بحال ہوجائے تشریف فرما رہے۔ کمر کی تکلیف کے ساتھ طویل وقت تک بیٹھنا ڈاکٹر صاحبؒ کے لیے انتہائی تکلیف دہ ثابت ہوا۔ رات سوتے وقت کمر سے درد کے مارے ایسی ٹیسیں اُٹھیں کہ ڈاکٹر صاحبؒ تڑپ اُٹھے اور ان کی چیخیں نکلتی رہیں۔ ۶/ اپریل کو دن ۱۱ بجے تشریف لائے اور اعلان کیا کہ اب میرے لیے مزید اس کورس میں وقت دینا ممکن نہیں رہا۔ ساتھ ہی فرمایا کہ شاید میری یہ آپ سے آخری ملاقات ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحبؒ نے شرکاء کے چند سوالات کے جوابات دیے اور اس دوران بھی بار بار اُن پر رقت طاری ہوتی رہی۔ آخر میں ایک ساتھی کی درخواست پر دعا کرائی اور دعا کے دوران بلک بلک کر روتے رہے۔ اللہ اُن کی دعائیں قبول فرمائے اور اُن پر اپنے لطف و کرم کی بارش فرمائے۔ آمین

۱۰/ اپریل کو فیصل آباد ہی میں تنظیم کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس تھا۔ ڈاکٹر صاحبؒ باوجود بیماری اور نقاہت کے اس اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور سے تشریف لائے۔ فرمایا کہ شاید آخری بار آپ سے ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ یہ پیغام دینے کے لیے آیا ہوں کہ اس ظالمانہ نظام کے خلاف اپنے جذبات کو سرد نہ ہونے دینا اور دینِ حق کی سربلندی کے لیے جدوجہد کو تیز سے تیز کرنا یعنی ساتھیو! مشعلوں کو تیز کرو۔ حالات بڑی تیزی سے تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ دین، ملت اور ملک کے خیر خواہوں کو چاہیے کہ اپنے زیادہ وسائل، اوقات اور توانائیاں حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے وقف کر دیں۔ اللہ ہمیں ڈاکٹر صاحبؒ کی اس وصیت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مؤرخہ ۱۳/ اپریل کو رات ساڑھے گیارہ بجے ڈاکٹر صاحب کے فرزند ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر صاحبؒ کی طبیعت مضمحل ہے اور کمر کی تکلیف شدت اختیار کر گئی ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحبؒ کے معالج ملک کے نامور سرجن ڈاکٹر عامر عزیز سے رابطہ کیا گیا، وہ تشریف لائے اور ضروری ادویات تجویز کیں۔ طبیعت مزید مضمحل ہوئی تو ہسپتال لے جانے کا سوچا گیا۔ لیکن ڈاکٹر صاحبؒ نے منع

کر دیا۔ رات ڈھائی بجے ڈاکٹر صاحبؒ کے خادمِ نے محسوس کیا کہ آپ کی سانس کی آواز نہیں آ رہی۔ قریب جا کر دیکھا تو آپ ساکت و ساکن تھے۔ خادم نے ڈاکٹر عارف رشید صاحب کو فون کر کے بلایا۔ اُنہوں نے آ کر ڈاکٹر صاحبؒ کا معائنہ کیا اور بتایا کہ اللہ کے دین کا خادم اللہ کے پاس پہنچ گیا ہے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ**۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کو دین کی خدمت والی زندگی اور راحت والی موت عطا فرمائے۔ آمین۔

# سابق امیر تنظیم اسلامی

## حافظ عاکف سعید صاحب حفظہ اللہ کا تعارف

دورانیہ امارت (2002ء تا 2020ء)

جناب حافظ عاکف سعید 11 جنوری 1958ء کو ساہیوال (سابقہ منٹگمری) میں پیدا ہوئے۔ پانچویں کلاس تک تعلیم ساہیوال میں حاصل کی۔ 1966ء میں اپنے والد محترم کی لاہور نقل مکانی کے بعد مزید تعلیم لاہور ہی میں حاصل کی۔ بچپن ہی سے والد محترم بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے زیرِ سایہ گھر میں دینی وتحریکی ماحول ملا۔ دورانِ تعلیم (1974ء تا 1977ء) حفظِ قرآن کی تکمیل بھی کر لی۔ بعدازاں اپنے والدِ محترم کی خواہش پر آپ نے 1980ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لیا اور بحمد اللہ امتیازی نمبروں میں ایم اے فلسفہ کی ڈگری حاصل کی۔ قبل ازیں 1975ء میں تنظیم اسلامی کے تاسیسی اجلاس کے موقع پر فریضۂ اقامت دین کی جدو جہد کی ادائیگی کی غرض سے تنظیم کی رفاقت اختیار کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔ دنیاوی تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے والدِ محترم کے ایماء پر 1981ء میں خدمت دین کے جذبہ کے تحت قرآن اکیڈمی سے وابستہ ہو گئے۔ اس مقصد کے لیے بنیادی دینی علوم کے حصول کی خاطر قرآن اکیڈمی کی 3 سالہ فیلوشپ سکیم میں شمولیت اختیار کی۔ فیلوشپ سکیم سے فراغت کے بعد تنظیم اسلامی اور مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت شائع ہونے والے جُملہ جرائد یعنی ماہنامہ میثاق، سہ ماہی حکمت قرآن اور پھر جون 1995ء سے اضافی طور پر ہفت روزہ ندائے خلافت کی ادارتی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔ بعدازاں 1998ء میں ناظم قرآن کالج کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپ دی گئی۔ اس پر مستزاد 1991ء تا 2002ء تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم نشر واشاعت کی حیثیت سے بھی آپ اپنے فرائض ادا کرتے رہے۔

## جانشینِ امیر سے امیر تنظیم اسلامی تک

جانشینِ امیر کے تعیّن کے لیے مشاورت کا آغاز بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 7-8 فروری 1994ء کو مرکزی مجلسِ مشاورت کے اجلاس سے کیا۔ اس اجلاس میں طویل بحث و مباحثہ کے باوجود ان کے ذہن میں کوئی فیصلہ کن صورت نہ بن سکی۔ لہٰذا اسے ایک سال کے لیے مؤخر کر دیا گیا۔ بعد ازاں طے شدہ فیصلے کے مطابق بانیٔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بعد تنظیم کی امارت کے مسئلہ کے ضمن میں ملتزم رفقاء کا ایک کل تنظیمی خصوصی اجتماع 1995ء کو منعقد ہوا۔ اجتماع میں یہ رائے سامنے آئی کہ جانشین امیر کا تعیّن ہو جانا چاہیے۔ جانشین امیر کے لیے رفقاء نے جن افراد کے حق میں سب سے زیادہ رائے دی، ان کے نام حروف تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے درج ذیل تھے۔

رحمت اللہ بٹر صاحب

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب

ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب

مختار حسین فاروقی صاحب

بعد ازاں بانیٔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے مزید مشاورت کی غرض سے دوبارہ ملتزم رفقاء کا اجتماع منعقد کرانے کا فیصلہ کیا جو 26 اکتوبر تا یکم نومبر 1997ء منعقد ہوا۔ جس میں 450 ملتزم رفقاء نے شرکت کی اور جانشین امیر کے لیے اپنی رائے دی۔ ٹاپ پر چھ رفقاء کے نام آئے جو حروف تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے درج ذیل تھے۔

۱) جناب رحمت اللہ بٹر صاحب ۲) ڈاکٹر عبدالخالق صاحب

۳) عبدالرزاق صاحب ۴) حافظ عاکف سعید صاحب

۵) ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ۶) مختار حسین فاروقی صاحب

بانیٔ تنظیم کے مرتب شدہ سوالنامہ کی روشنی میں ان تمام چھ حضرات نے رفقاء تنظیم کے سامنے اپنا نقطۂ نظر رکھا۔ بعد ازاں دسمبر 1997ء میں مرکزی شوریٰ کے خصوصی

اجلاس میں تمام تجاویز پر غور کیا گیا۔ اسی دوران رمضان کے آخری عشرہ میں محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس معاملے پر استخارہ بھی کیا۔

اور بالآخر 15،14 اپریل 1998ء کے اجلاس مشاورت میں بانیٔ محترمؒ نے محترم عاکف سعید صاحب کے جانشین امیر ہونے کا اعلان کر دیا۔ البتہ 1999ء میں باقاعدہ جانشین امیر نامزد ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کا بحیثیت نائب امیر تقرر عمل میں آیا اور ساتھ ہی ساتھ وہ مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی بھی اضافی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔

15 تا 17 ستمبر 2002ء میں منعقد ہونے والی مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں بانیٔ محترمؒ نے اپنی علالت اور عوارض کی بناء پر امارت حافظ عاکف سعید کو سونپ دی اور خود امارت سے سبکدوش ہو گئے۔ اس کی عملی شکل کے طور پر سب سے پہلے انہوں نے خود حافظ عاکف سعید صاحب کی بیعت کی اور پھر تنظیم کی مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کے ارکان ماسوائے دو/تین نے بھی بیعت کر لی۔

## حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کی امارت کے دوران اہم واقعات و پیش رفت

1- 27 دسمبر 2002ء کو حافظ عاکف سعید صاحب نے محترم اظہر بختیار خلجی صاحب کو ناظم اعلیٰ مقرر فرمایا اور سابق ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو تنظیم کا مرکزی ناظم نشر و اشاعت مقرر فرمایا۔

2- مرکزی شوریٰ جولائی 2003ء کے موقع پر تنظیم میں "اعانت" کے بجائے انفاق فی سبیل اللہ کی اصطلاح استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ آئندہ انفاق کے ضمن میں باز پرس اور محاسبہ نہیں ہوگا۔ البتہ ترغیب و تشویق کا اہتمام ضرور کیا جائے گا۔ اس کے لیے کوئی کم از کم حد مقرر نہیں کی گئی۔ بلکہ رفقاء پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ حسب استطاعت جتنا دیں گے وہ قبول کیا جائے گا۔

3- 25 تا 27 دسمبر 2003ء کل پاکستان ملتزم رفقاء کا تربیتی اجتماع کراچی میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر تنظیم میں دعوت کے فروغ کے حوالے سے انفرادی دعوت کی

فرضیت اوراہمیت پرمرکوزایک مؤثر نظام دعوت متعارف کروایا گیا۔

4- رمضان 2005ء میں پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں شدید زلزلہ آیا۔جس کی وجہ سے امیر تنظیم نے اپنا دورہ ترجمہ قرآن ترک کر کے متاثرہ علاقہ کا دورہ کیا ور متاثرین کے لیے امدادی مہم کا آغاز بھی کیا۔علاوہ ازیں اس سال کا سالانہ اجتماع منسوخ کردیا گیااوراس کے لیے مختص کردہ رقم زلزلہ زدگان کی امداداورتعمیرِ نو کے لیے خرچ کردی گئی۔

5- 2005ء ہی میں محترم عاکف سعید صاحب نے بھرپور مشاورت کے بعد فیصلہ کیا کہ تنظیم اسلامی میں آئندہ زکوٰۃ کو"فی سبیل اللہ" کی مد میں خرچ نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ زکوٰۃ اصلاً فقراء ومساکین کا حق ہے۔اور"فی سبیل اللہ" میں توسع کے معاملہ میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔لہٰذا زکوٰۃ جیسے حساس معاملہ میں محتاط طرزعمل زیادہ بہتر ہوگا۔

6- تنظیم اسلامی میں نئے شامل ہونے والے رفقاء بعض اوقات فوری طور پر مبتدی تربیتی کورس میں شمولیت نہیں کر پاتے لہٰذا 2006ء میں نئے شامل ہونے والے رفقاءکوفوری طور پر پہلے مرحلہ میں فکرتنظیم سے روشناس کرانے کے لیے ایک تعارفی (Orientation) پروگرام ترتیب دیا گیا۔

7- 2008ء میں شادی شدہ ملتزم رفقاء سے" گھریلو اسرہ" کے انعقاد کا فیصلہ وتقاضا کیا گیا۔حلقہ جات کی زونز میں تقسیم اورنائبین ناظم اعلیٰ کی تقرری عمل میں آئی۔

8- "توبہ واستغفار" کے عنوان سے جمعہ 16 جنوری تا 23 جنوری 2009ء آل پاکستان ملک گیرمہم چلائی گئی۔جو بحمداللہ بہت بھرپور رہی۔

9- 2009-10ء میں تنظیم سلامی کی رفیقات (خواتین) کے نظام العمل پرنظرثانی اورمشاورت کے بعدنظام العمل، ذاتی احتسابی جائزہ اورالگ منتخب نصاب برائے خواتین پرکام شروع کیا گیا۔بعدازاں الگ سے خواتین کے مطلوبہ اوصاف اورنیا نظام العمل ترتیب دیا گیا۔جس پرابتداً حلقہ لاہور، کراچی شمالی اورکراچی جنوبی میں

عملدرآمد شروع کیا گیا۔

10-"توبہ کی پکار" کے عنوان سے 22 تا 29 اکتوبر 2010ء میں آل پاکستان ملک گیر مہم چلائی گئی۔

11-ستمبر 2009ء میں اسلام کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی نظام کے حوالے سے مقامی تناظیم کی سطح پر ہر دو ماہ بعد آگاہی منکرات مہم کا فیصلہ کیا گیا۔

12-آل پاکستان امراء مقامی تناظیم کے لیے خصوصی تربیتی کورس 4 تا 9 اپریل 2010ء فیصل آباد میں منعقد ہوا۔اسی نہج پر ان کی امارت میں 4 مزید خصوصی تربیتی کورسز منعقد ہوئے۔

13-یہ محسوس کیا گیا کہ بانیٔ محترمؒ کا اندرونِ ملک و بیرونِ ملک عوام وخواص میں وسیع تعارف ہے لیکن بانیٔ محترمؒ نے ایک تنظیم بھی بنائی ہے جو پاکستان اور بیرون پاکستان سرگرم عمل ہے۔اس کے بارے میں زیادہ لوگ نہیں جانتے، چنانچہ تنظیم کا تعارف بڑھانے کے حوالے سے 2013ء میں تعارفی کارڈ مہم شروع کی گئی۔

14-مدرسین کے لیے سالانہ ریفریشر کورس کے عنوان سے ایک بتدریج پانچ سالہ منصوبہ ترتیب دیا گیا اور ان کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔

15-فحاشی اور عریانی کے خلاف آل پاکستان ملک گیر دستخطی مہم شروع کی گئی۔ یہ مہم 3 نومبر 2013ء تا 5 جنوری 2014ء تک جاری رہی۔اس میں 10 لاکھ افراد/شہریوں کے قومی شناختی کارڈ نمبر سمیت دستخط حاصل کیے گئے اور ان دستخطی شیٹوں کو صوبائی سطح پر جلد کروایا گیا اور بعد ازاں یہ مواد وزیر اعظم پاکستان اور دیگر حکومتی اداروں کے سربراہان بشمول ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان تک پہنچانے کا اہتمام کیا گیا۔اس ضمن میں اخباری اشتہارات کے ذریعہ بھی حکام تک پیغام پہنچایا گیا۔

16-2015ء میں ملک گیر انسداد سود مہم 9 نومبر تا 25 دسمبر جاری رہی۔ یہ مہم بہت کامیاب رہی۔ پورے ملک میں تنظیم اسلامی کا تعارف ہوا اور تنظیم کا بھرپور تاثر

اُجاگر ہوا۔

17 -سیکولر عناصر اور لبرل عناصر کی جانب سے نظریہ پاکستان اور دوقومی نظریہ پر پیدا کردہ شکوک وشبہات کے تدارک کے لیے اور قوم کے سامنے قیامِ پاکستان کے مقاصد کو واضح کرنے کے لیے 2 مارچ تا 23 مارچ 2018ء استحکامِ پاکستان مہم چلائی گئی۔

18 -تحریک انصاف کے برسر اقتدار آنے کے بعد ”ریاست مدینہ“ کے سلوگن کے حوالے سے محسوس کیا گیا کہ ”ریاست مدینہ کا تصور“ حکمران جماعت کے سامنے واضح نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں اسلامی فلاحی ریاست کے خدوخال کی آگاہی کے حوالے سے 30 ستمبر تا 14 اکتوبر 2018ء ایک ملک گیر مہم چلائی گئی تا کہ الدین النصیحه کے فرمان نبوی کے مطابق ائمة المسلمین اور عامتهم کی حقیقی نصح و خیر خواہی کا حق کسی درجہ میں ادا ہو سکے۔

19 -2019ء میں ملک گیر دعوتِ فکر اسلامی مہم یکم اگست تا 31 اکتوبر منعقد کی گئی۔

20 -محترم حافظ عاکف سعید نے 12 دسمبر 2019ء کو محترم اعجاز لطیف صاحب کو نائب امیر مقرر فرمایا۔

21 -یوم خواتین کے حوالے سے ”میرا جسم میری مرضی“ کے مرکزی سلوگن اور بعض دوسرے واہیات نعروں کے ساتھ لادینی لبرل عناصر کی طرف سے کافی تشہیر کی گئی۔ اس کے تدارک کے لیے تنظیم کی جانب سے یکم تا 7 مارچ 2020ء قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی شرم و حیا کی تعلیمات اور بے پردگی اور بے حیائی جیسے منکرات سے آگاہی کے لیے ”حیا مہم“ کا اہتمام کیا گیا۔

محترم عاکف سعید نے تنظیم اسلامی کے لیے خالصتاً صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر بلا معاوضہ خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے نہ تو کوئی تنخواہ لی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی مراعات۔ ان کے زیر استعمال گاڑی ان کے قریبی رشتہ داروں کے کاروباری ادارے کی ملکیت تھی۔ اس گاڑی کی دیکھ بھال اور مرمت کے اخراجات بھی انہی لوگوں

نے اپنے ذمے لیے ہوئے تھے۔گاڑی کا تنظیمی حوالے سے صرف پیٹرول کا خرچہ مع ڈرائیور تنظیم کے ذمہ تھا۔گاڑی کے ذاتی استعمال پر پٹرول کا خرچ محترم حافظ عاکف سعید صاحب اپنی جیب سے ادا کرتے تھے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم حافظ عاکف سعید صاحب کو ان کی فی سبیل اللہ خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے۔انہوں نے اپنی علالت کے باوجود تنظیم کے لیے جو محنت کی اس پر ان شاء اللہ ضرور اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی باقی زندگی بھی اسی طرح اقامت دین کی جدو جہد کے لیے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

# روداد منتقلی امارت ثانی

امیر تنظیم اسلامی محترم عاکف سعید حفظہ اللہ نے اپنی علالت اور خرابی صحت کی بناء پر 14 جولائی 2020ء کو مرکزی مجلس عاملہ کے نام ایک تحریری پیغام بھیجا کہ کچھ عرصہ سے مسلسل علالت کی بنا پر ان کی یادداشت متاثر ہوئی ہے اور باوجود علاج کے کیفیت میں بہتری نہ آسکی۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی ذمہ داریاں بھرپور طریقے پر ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا نئے امیر کے تقرر کے حوالہ سے جلد از جلد مرکزی شوریٰ کا اجلاس بلایا جائے۔

مرکزی عاملہ کے خصوصی اجلاس منعقدہ 14 جولائی 2020ء میں اس حوالے سے تفصیلی گفتگو اور مشاورت کے بعد غالب اکثریت نے اس بات سے اتفاق کیا کہ امیر محترم کی علالت کے پیش نظر اور تنظیم کی بہتری کے لیے امارت کی تبدیلی ضروری ہے۔ نئے امیر کے تقرر کے لیے مجلس شوریٰ کا اجلاس 8،9 اگست 2020ء کو منعقد کرنے اور ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کو ناظم استصواب رائے مقرر کرنے کی تجویز دی گئی جسے امیر تنظیم حافظ عاکف سعید نے منظور فرمایا۔

یہ بات واضح رہے کہ تنظیم اسلامی کے دستور کی دفعہ (الف) کے مطابق امیرِ تنظیم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا جانشین خود نامزد کریں لیکن امیر تنظیم نے اپنا یہ اختیار استعمال کرنے کی بجائے مرکزی شوریٰ کے ارکان کو اتفاق رائے یا بصورت دیگر واضح اکثریت سے نئے امیر کا نام تجویز کرنے کا اختیار تفویض کرنا پسند فرمایا۔ لہٰذا مرکزی مجلس شوریٰ کا خصوصی اجلاس مورخہ 8 اگست 2020ء بروز ہفتہ صبح 9 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی لاہور میں منعقد ہوا۔ مرکزی شوریٰ کے کل 88 ارکان میں سے 82 نے شرکت کی۔ امیر تنظیم حافظ عاکف سعید نے سورۃ العصر کی تلاوت کے بعد اپنے افتتاحی خطاب میں اس اجلاس کی غرض و غایت بیان کرنے کے بعد ناظم استصواب رائے ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کو کارروائی آگے بڑھانے کی ہدایت کی۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے امیرِ تنظیم کے مطلوبہ اوصاف بیان کیے۔ پھر انہوں نے استصواب رائے کے طریق کار کے نکات واضح کیے جس کے مطابق--

(i) تمام ملتزم رفقاء جن کی عمر چالیس سال سے زائد ہو اور وہ عرصہ پانچ سال سے تسلسل کے ساتھ ملتزم ہوں، ان کے بارے میں بطور امیر رائے دی جاسکتی ہے۔

(ii) اگر پہلے ہی مرحلے میں واضح اکثریت یعنی حاضر اراکین شوریٰ کی 51% تعداد نے کسی کے حق میں رائے دے دی تو وہ امیر تنظیم اسلامی کے منصب کے اہل قرار پائیں گے۔

(iii) منقسم آراء کی صورت میں زیادہ تعداد میں جن کے حق میں رائے ہوگی ان میں سے امیر محترم کے فیصلے کے مطابق Top کے دو یا تین قریب ترین زیادہ آراء حاصل کرنے والوں کے لیے دوبارہ یا سہ بارہ رائے لی جاسکے گی حتیٰ کہ کسی ایک شخص کے بارے میں اراکین شوریٰ 51% رائے دیں تو وہ امیر تنظیم کے منصب کے اہل قرار پائیں گے۔

(iv) جس کے حق میں واضح اکثریت یعنی 51٪ اراکین شوریٰ رائے دے دیں اس کے لیے نئے امیر کی ذمہ داری سے معذرت کرنے کی گنجائش نہیں ہوگی۔

(v) اراکین شوریٰ کی واضح اکثریتی رائے کی روشنی میں امیر تنظیم حافظ عاکف سعید صاحب نئے امیر کے تقرر کا باقاعدہ اعلان فرمائیں گے۔

استصواب رائے کے پہلے ہی مرحلہ میں واضح اکثریت نے شجاع الدین شیخ صاحب کے حق میں تنظیم کی امارت کے لیے آراء دیں۔ امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے ان کی آراء سے اتفاق کرتے ہوئے شجاع الدین شیخ صاحب کا بطور نئے امیر کے تقرر کا اعلان فرمایا۔

اس موقع پر سابق امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے ارکان مشاورت سے الوداعی خطاب کرتے ہوئے سورہ یوسف کی آیت نمبر 108 کی تلاوت کے بعد فرمایا:

”کُل شکر، کُل سپاس اس ذات باری تعالیٰ کا ہے جس نے ہماری یہاں تک رہنمائی فرمائی۔ بانئ محترمؒ ایسے مواقع پر اپنے جذباتِ تشکر کا اظہار فارسی کے اس مصرعے کے ذریعہ کرتے کہ شکر صد شکر کہ جمازہ بہ منزل رسید“

الحمدللہ جو کچھ ہم نے طے کیا تھا اللہ کے فضل و کرم اور اس کی تائید سے تمام process انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اور انتہائی ہموار انداز میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ فللہ الحمد و المنۃ

معزز ارکان شوریٰ! تنظیم اسلامی کسی نئی جدوجہد کی نقیب نہیں بلکہ بِرِّعظیم پاک وہند میں گزشتہ 400 سالہ تجدیدی مساعی کی امین ہے اور غلبہ و اقامت دین کے لیے برسرِ پیکار تحریکوں کے تسلسل کا حصہ ہے۔ مختلف راستوں کا سفر طے کرتے ہوئے یہ مشعل اولمپک ٹارچ پاکستان میں اس وقت تنظیم اسلامی کے پاس ہے۔ حُبِّ عاجلہ سے دامن بچاتے ہوئے غلبہ و اقامت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے منہج انقلاب نبوی ﷺ پر یکسوئی سے بڑھتے چلے جانا اور انتخابی سیاست کی بھول بھلیوں سے دامن بچاتے ہوئے اسلامی انقلابی جدوجہد کا جھنڈا بلند کیے رکھنا بلاشبہ تنظیم کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

الحمدللہ اس وقت جو Process مکمل ہوا ہے اور اس میں معزز اراکین شوریٰ نے برادرم شجاع الدین شیخ کے حق میں رائے دی ہے یہ بھی ایک تسلسل ہے اور جس طرح ایک وسیع کینوس پر اولمپک ٹارچ اس وقت تنظیم اسلامی کے پاس ہے اسی طرح داخلی طور پر تنظیمی لیول پر بھی یہ ایک تسلسل ہے۔ تحریکوں کی مثال دریا کی سی ہے جس کی بلا رکاوٹ روانی کا انحصار نئے پانی کی آمد پر ہے۔ بانئ محترمؒ نے 1967ء میں اپنے طور پر کام کا آغاز کیا۔ 1972ء میں انجمن خدام القرآن کے بعد 1975ء میں ٹھیٹھ دینی بنیادوں پر تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور اس میں ان کا خون اور پسینہ ہی نہیں لگا بلکہ انھوں نے بلا مبالغہ اپنی ہڈیاں تک گلا دیں۔ بعد ازاں ایک طویل سلسلہ مشاورت کے بعد انھوں نے اس ذمہ داری کے لیے مجھے منتخب کیا اور اللہ جانتا ہے کہ میرے دل میں اس عہدے کی

کوئی طلب تھی نہ خواہش بلکہ میں نے اسے اول روز سے ہی ایک بھاری ذمہ داری اور باعث مسؤلیت سمجھا اور اب الحمدللہ تنظیم کی قیادت وامارت برادرم شجاع الدین شیخ کو منتقل ہورہی ہے۔ ان شاء اللہ یہ قافلہ تنظیم یونہی منزل بہ منزل خوش اسلوبی کے ساتھ چلتا رہے گا اور آگے بڑھتا رہے گا، اور ان شاء اللہ نئے امیر کی قیادت میں ہمارا سفر روزِ اول کے سے عزم اور جذبے کے ساتھ جاری رہے گا۔

امارت کی منتقلی کے اس موقع پر میں چاہتا ہوں کہ کچھ اساسی مسلمات یا محکمات کا ذکر کروں گا جو ہر وقت مستحضر رہنے چاہئیں اور ہم اس حوالے سے کسی ذہول ونسیان کو راہ نہ پانے دیں اور میرے لیے بہت آسانی ہے کہ وہ بانیٔ محترمؒ نے 2008ء کے سالانہ اجتماع کے موقع پر یعنی اپنی وفات سے ڈیڑھ/ دوسال قبل رفقائے تنظیم کے نام اپنے پیغام میں نہایت جامع ومانع انداز میں 6 نکات کی صورت میں بیان کردیے تھے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ رفقائے تنظیم کو آخری الوداعی پیغام دے رہے ہیں۔

1- ہمارا نصب العین صرف اور صرف اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہے!
2- ہماری اجتماعی جدوجہد کا ہدف اور مقصود اللہ کے دین کو بتمام وکمال ایک مکمل نظام اجتماعی کی شکل میں نافذ کرنا ہے اور یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک انقلابی ہدف ہے!
3- ہماری دعوت کا مرکز ومحور قرآن ہے!
4- ہمارا طریق تربیت وتزکیہ بھی "خانقاہی" نہیں، انقلابی یعنی نبوی طریقِ تزکیہ پر مبنی ہے!
5- ہماری تنظیم کی اساس "بیعتِ سمع وطاعت فی المعروف" پر قائم ہے! اور
6- ہمارا منہج سیرتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ماخوذ ومستنبط ہے!!

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ "عضو بالنواجذ" کے مصداق ہم ان کو مضبوطی سے تھامیں اور حرزِ جان بنائیں۔

اس موقع پر نبی اکرم ﷺ کے قول مبارک جو درحقیقت ایک نصیحت اور وصیت ہے کہ ”من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ “ کے مصداق درجہ بدرجہ میں سب کا شکر گزار ہوں۔ میری ٹیم میں اولین اور قریب ترین مرکزی مجلس عاملہ ہے جس نے ایک مربوط ٹیم اور بنیان مرصوص کی حیثیت سے میرے ساتھ کام کیا اور قرب کی وجہ سے فوری مشاورت کی سہولت حاصل رہی اور بلاشبہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں مرکزی ٹیم کی معاونت کا بہت بڑا کردار ہے۔ پھر درجہ بدرجہ توسیعی مجلس عاملہ، مرکزی مجلس مشاورت جن کے مشوروں اور آراء کی روشنی میں بحمد اللہ مشاورت کی روح پر عمل کرتے ہوئے اس کام کو آگے بڑھایا ہے اور آخری درجہ میں تمام رفقاء جنہوں نے میرے اور میرے نظم کے تقاضوں پر لبیک کہتے ہوئے بھرپور تعاون کیا۔ فجزاکم اللہ خیراً و احسن الجزا۔ اپنے حوالے سے عرض کروں گا کہ اگرچہ میں امارت سے معذرت کر رہا ہوں لیکن تنظیم میں آخری دم تک رہوں گا۔ ان شاء اللہ۔ میرا ہر ممکن تعاون برادرم شجاع الدین شیخ کے ساتھ رہے گا اور جو خدمت اور ذمہ داری حوالے کی جائے گی وہ ادا کرنے کی کوشش کروں گا اور ” لا اسلام الا بجماعۃ و لا جماعۃ الا بامارۃ و لا امارۃ الا بطاعۃ “ کی روح کے پیش نظر سب سے پہلے میں خود برادرم شجاع الدین شیخ کی بیعت کروں گا۔ میں برادرم شجاع الدین شیخ کے حق میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب کے ساتھ وفاداری اور غلبہ وا قامت دین کے لیے تن من دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر ان کی رہنمائی اور نصرت فرمائے کیونکہ یہ ان کی خواہش اور طلب نہیں تھی بلکہ اس کارِ عظیم کا بارگراں ان کے کاندھوں پر ڈالا گیا ہے اور مفہومِ حدیث ہے کہ اگر طلب اور خواہش کے علی الرّغم ذمہ داری ڈالی جائے تو اللہ کی نصرت و تائید شامل حال ہوتی ہے۔ یہاں کوئی انتخاب ہے نہ انتخابی مہم، کوئی امیدوار اور نہ ہی کوئی معینہ مدت اور نہ اس سے وابستہ کنویسنگ اور لابنگ اور نہ ہی یہ کوئی عہدہ یا منصب ہے بلکہ ایک ذمہ داری ہے اور جس پر ذمہ داری ڈالی جاتی ہے وہ ادائیگی فرض کے جذبے کے تحت اس بارِگراں کو اٹھاتا ہے اور ویسے بھی

تنظیم میں جو شخص جس ذمہ داری پر فائز ہے وہ اس کو ایک سعادت اور اعزاز سمجھتے ہوئے اس مورچہ پر اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے اور بہرحال یہ تو ہر ایک کی خواہش ہے کہ ﴿ولا تموتن الا وانتم مسلمون﴾ کے مصداق اس کی موت فرمانبرداری کی حالت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم ذمہ داری سے بخوبی عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ اس 400 سالہ امانت کو لے کر آگے بڑھیں اور ان کی قیادت میں، تنظیم جس فکر، مقصد اور لائحہ عمل کو لے کر چل رہی ہے، اس میں روز افزوں ترقی کرے، اللہ تعالیٰ قدم قدم پر ان کی رہنمائی فرمائے اور دنیا و آخرت کی کامیابیوں سے شادکام فرمائے۔

میری اور تنظیم کے تمام رفقاء کی دعائیں، عزیز تمنائیں اور تعاون ان کے ساتھ ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ ﴿الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله﴾ کے مِصداق اللہ تعالیٰ نے جس راہ ہدایت کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی ہے اور ہمیں اس پر گامزن کر دیا ہے اس پر ثابت قدم رکھے اور ﴿رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنتَ الْوَهَّابُ﴾ کے مِصداق ہمارے دلوں کو ہر قسم کے ٹیڑھ اور کجی سے محفوظ رکھے اور ہر قسم کے فتنوں اور ٹیڑھے راستوں سے محفوظ رکھتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔

اللھم وفقنا لھذا۔ آمین یارب العالمین

بعد ازاں محترم حافظ عاکف سعید نے نئے امیر کو مبارکباد دی اور امارت ان کے سپرد کی۔ از روئے دستور تنظیم اسلامی، صرف وہ رفقاء تنظیم میں سمجھے جاتے ہیں جو نئے امیر سے بیعت کرلیں چنانچہ حسب سابق موجود ارکان شوریٰ سے اسی موقع پر بیعت کا تقاضا کیا گیا۔ موجود ارکان شوریٰ میں سے سوائے ایک رکن شوریٰ تمام ارکان (بشمول سابقہ امیر حافظ عاکف سعید صاحب) نے نئے امیر کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

اجلاس کو بتایا گیا۔

☆ تمام غیر حاضر اراکین شوریٰ سے کہا جائے گا کہ وہ سات دن کے اندر نئے امیر سے بیعت کرلیں۔

☆ ذمہ داریوں پر فائز رفقاء، نقباء، مقامی معاونین، مقامی امراء اور حلقہ جاتی معاونین میں سے جو رفقاء ایک مہینہ کے اندر نئے امیر سے بیعت کر لیں وہ اپنے مناصب پر برقرار رہیں گے بصورت دیگر اپنی ذمہ داری و رفاقت تنظیم سے معزول قرار پائیں گے۔ الا یہ کہ ان کے پاس بروقت بیعت نہ کرنے کا کوئی معقول عذر ہو۔

☆ ملتزم رفقاء کو نئے امیر سے بیعت کے لیے دو ماہ کی مہلت دی جائے گی۔ اس صورت میں ان کی موجودہ تنظیمی حیثیت برقرار رہے گی۔

☆ مبتدی رفقاء کو نئے امیر سے بیعت کے لیے تین ماہ کی مہلت دی جائے گی۔ اس صورت میں ان کی موجودہ تنظیمی حیثیت برقرار رہے گی۔

☆ رفیقات (خواتین) سے 3 ماہ کے اندر بیعت کا تقاضا کیا جائے گا اور اس مقصد کے لیے انہیں متعلقہ نظم کے ذریعے سے بیعت فارم ارسال کیے جائیں گے۔

آخر میں نئے امیر (شجاع الدین شیخ صاحب) نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء و نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام اور دعا کے بعد ایک حدیث مبارکہ کے حوالے سے کہا کہ امارت بغیر مانگے مل جائے تو اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ ہوتی ہے، اور اگر کوئی خود سے مانگے پھر تو وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنا ذاتی تعارف اور موجودہ ذمہ داریوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ مجھے آپ حضرات کی تائید و نصرت اور دعاؤں کی شدید ضرورت ہوگی۔ اس خطہ میں چار سو سالہ دینی جدوجہد اور امانت کا بار ہمارے ذمہ ہے۔ آپ امیر تنظیم کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے آسانی اور عافیت کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔

انھوں نے واضح کیا کہ تنظیم کا موجودہ نظم برقرار رہے گا۔ مزید برآں محترم حافظ عاکف سعید صاحب کو امیر تنظیم اسلامی کے خصوصی مشیر کی حیثیت حاصل رہے گی اور وہ مجلس شوریٰ کے تاحیات رکن ہوں گے۔ اجلاس شوریٰ میں شرکت ان کی اپنی صوابدید پر منحصر ہوگی مزید برآں مرکزی عاملہ، توسیعی عاملہ اور مرکزی شوریٰ کی کارروائیاں اور فیصلے ان کو پابندی سے ارسال کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

# تنظیم اسلامی کے موجودہ امیر

## شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا تعارف (سوانح حیات)(2020ء — تا حال)

محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ 08 اگست 2020ء سے تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر ہیں۔ وہ 29 ستمبر 1974ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے آباواجداد 1947ء میں ہندوستان کے صوبہ گجرات سے ہجرت کر کے کراچی میں مقیم ہوئے۔

ان کی اعلیٰ تعلیم چارٹرڈ اکاؤنٹنسی (سی اے) میں ہے اور انھوں نے اپنی چار سالہ آڈٹ ٹریننگ 2001ء میں A.F.Fergusons&Co. Chartered Accountants سے مکمل کی۔

شجاع الدین شیخ نے 1989ء میں کراچی ہی سے عربی کے چند بنیادی کورسز کیے۔ انھوں نے ایم اے اسلامیات کی ڈگری جامعہ کراچی سے 1998ء میں حاصل کی۔

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ جید علماء وسکالرز کے لیکچرز اور دروس میں باقاعدگی سے شریک ہوتے تھے۔ خاص طور پر 1991ء سے انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لیکچرز اور دروس قرآن سننا شروع کیے جنہیں انہوں نے اپنے دل کی آواز سمجھا۔ 1998ء میں انہوں نے بحیثیت رفیق تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ بعدازاں انہوں نے بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی قائم کردہ انجمن خدام القرآن سندھ کے تحت قرآن اکیڈمی ڈی۔ایچ۔اے کراچی سے ایک سالہ قرآن فہمی کورس 2002ء میں مکمل کیا۔

شجاع الدین شیخ نے چارٹرڈ اکاؤنٹنسی کی تربیت تکمیل کر کے اسے ذریعہ معاش نہیں بنایا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں خصوصی توفیق بخشی کہ وہ اپنی زندگی کو غلبہ اسلام کے عظیم مقصد کے لیے وقف کر دیں۔ لہٰذا انہوں نے قرآن اکیڈمی ڈی۔ایچ۔اے کراچی میں 2002ء میں اپنی خدمات کا آغاز کیا۔ وہ کئی سال وہاں فیکلٹی ممبر رہے اور اگست 2020 کے آغاز تک وہ قرآن اکیڈمی ڈی۔ایچ۔اے کراچی میں ڈائریکٹر اکیڈمک کے منصب پر بھی فائز رہے۔ انہوں نے 2001ء سے مختلف سیٹلائٹ چینلز اور سوشل میڈیا

پر اپنے قرآنی لیکچرز اور دروس کا آغاز کیا جو اب تک جاری ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے پاکستان کے مختلف تعلیمی، تجارتی، سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں بھی لیکچرز دیے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے بیرون ملک برطانیہ، آسٹریلیا، ہانگ کانگ، عمان، متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب سمیت کئی ممالک کے دورے کیے اور وہاں لیکچرز دیے۔

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ 1999ء سے تنظیم اسلامی کے مختلف مناصب پر فائز رہ کر اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں جن میں عوامی خطابات، دعوت، تربیت اور مختلف تنظیمی امور شامل ہیں۔ دعوتی، تربیتی و نظامت کے شعبہ جات میں وہ تنظیم اسلامی میں مختلف ذمہ داریوں پر فائز رہے ہیں اور 08 اگست 2020ء تک امارت کی ذمہ داری سنبھالنے سے پہلے وہ تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم شعبہ تعلیم و تربیت کے نائب تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خصوصی رحمت و توفیق سے شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے قرآنی تعلیم کے ایک جامع نصاب کی تیاری کی نگرانی کی (2009ء تا 2020ء)۔ یہ نصاب تعلیمی اداروں کے طلبہ وطالبات کے لیے ہے اور یہ قرآن کے مکمل ترجمہ و تشریح پر مشتمل ہے جس پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں اور وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان سے توثیق شدہ ہے۔

سابق امیر حافظ عاکف سعید اپنی شدید علالت کی وجہ سے تنظیم اسلامی کی امارت سے سبکدوش ہوئے تو انہوں نے تنظیم اسلامی کی مرکزی شوریٰ سے نئے امیر کے بارے میں رائے طلب فرمائی۔ 8 اگست 2020ء کو تنظیم اسلامی کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس نئے امیر کے تقرر کے یک نکاتی ایجنڈے کی بنیاد پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں واضح اکثریت نے محترم شجاع الدین شیخ کے حق میں رائے دی جس سے اس وقت کے امیر حافظ عاکف سعید نے اتفاق کیا اور ان کو تنظیم اسلامی کا امیر مقرر فرمایا اور خود سبکدوش ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر اپنی خصوصی رحمت، راہنمائی، حفاظت اور نصرت فرمائے تاکہ وہ اس انتہائی اہم دینی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھا سکیں اور اپنی اور رفقاء تنظیم اسلامی کی اُخروی نجات اور پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد کی قیادت منظم اور پُرجوش انداز میں کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

—*—*—